خطوط بنام محمد علی اثر

ا۔ محمد اکبرالدین صدیقی

محمد اکبرالدین صدیقی، ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے نام ور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ ۱۵ر نومبر ۱۹۱۳ء کو بھینسہ ضلع عادل آباد (آندھرا پردیش) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد اکرام الدین ابتداً ناظر عدالت تھے اور بعد کو سر رشتۂ عدالت کے عہدے پر فائز رہے۔ اکبرالدین صدیقی کی ابتدائی تعلیم بھینسہ میں ہوئی۔ میٹرک کا امتحان حیدر آباد سے کام یاب کیا۔ جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۳۶ء میں بی۔ اے اور ۱۹۴۲ء میں ایم۔ اے (اردو) کیا۔ ایم۔ اے کی تعلیم کے دوران ڈاکٹر زور (جو اُن کے رشتے دار تھے) کی رہ نمائی میں ''پریم چند کی افسانہ نگاری'' کے موضوع پر مقالہ لکھا۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ اُردو میں لکچرر کی حیثیت سے وابستہ ہوئے اور وہیں سے ۱۹۷۴ء میں ریڈر کی حیثیت سے وظیفۂ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔

صدیقی صاحب راقم الحروف کے استاد محترم تھے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد جامعہ عثمانیہ کے ایم۔ اے کے طلبہ کو انھوں نے چند مہینوں تک درس دیا تھا۔ اسی زمانے (۷۴۔۱۹۷۲ء) میں راقم کو موصوف سے شرف تلمذ حاصل ہوا اور پھر انھوں نے ۱۹۸۲ء میں احقر کے اشتراک سے ادارۂ ادبیات اردو کے مخطوطات کی چھٹی جلد مرتب کی جس کی اشاعت اسی سال اسی ادارے کی جانب سے عمل میں آئی۔

اکبرالدین صدیقی ایک کثیر التصانیف اہل قلم اور ماہر دکنیات تھے۔ ایک عرصے تک وہ ماہ نامہ ''سب رس'' کے مدیر رہے۔ ان کی ادارت میں ''یادگار زور'' اور یادگار نصیرالدین ہاشمی کے علاوہ ''یادگار غالب'' کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔ دکنی ادب پر ان کی ایک درجن سے زیادہ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) کلمتہ الحقائق (۲) ارشاد نامہ (۳) صحیفۂ اہل ہدیٰ (۴) محمود خود دہاں اور ان کا کلام (۵) بجھتے چراغ (دکنی ادب پر مضامین) (٦) تذکرہ اردو مخطوطات جلد ششم (بہ اشتراک محمد علی اثر)

محمد اکبرالدین صدیقی صاحب کی دیرینہ ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر ''ادارۂ ادبیات اردو'' کی جانب سے ۵ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو ان کی زندگی ہی میں ''جلسہ اعتراف خدمات اکبرالدین صدیقی'' منایا گیا۔ جس میں راقم نے بھی مقالہ پیش کیا تھا۔ موصوف لاولد تھے انھوں نے اپنا قیمتی کتب خانہ جس میں قلمی نسخے بھی شامل تھے۔ اپنی زندگی ہی میں اے۔ ای۔ ایچ نظامس اردو لائبریری میں محفوظ کروا دیا تھا۔ صدیقی صاحب نے ۸۲ سال کی عمر میں ۲۱ر جنوری ۱۹۹۵ء کو انتقال کیا۔

(۱)

Char Qandil Aghapura
Hyderabad.

9-4-1999

محبی ڈاکٹر محمد علی اثر صاحب

سلام مسنون۔ اشفاق عالم قادری صاحب ۱ نے منصف ۲ پہنچا دیا۔ میں نے آپ کا مضمون پڑھا، بہت خوب لکھا ہے۔ میں ولی کے نام کے بارے میں جاننا چاہتا تھا اس لئے کہ دیوان کے دیباچے میں قیاساً کئی نام ہو سکتے ہیں انھیں میں (سے) کوئی نام ہوگا۔ نام کے بارے میں جو تشنگی تھی وہ حسب حال بحال ہے۔ ''تذکرہ وجیہہ الدین'' ۳ آپ کو بھی ملا ہوگا۔ اس میں ولی کا نام ولی اللہ بتلایا ہے لیکن کوئی شہادت نہیں۔ میرا کتب خانہ نظام ٹرسٹ کو چلا گیا۔ اس میں جمیل جالبی صاحب کی ''تاریخ ادب اردو'' بھی ہے۔ جالبی صاحب نے سنہ وفات ولی کو غلط قرار دیا۔ میرا بھی خیال ہے کہ یہ غلط ہے بنیاد ''مراۃ الحشر'' ۴ ہے۔ موصوف نے نام بتلایا نہیں، مجھے یاد نہیں، اس کے مطالعے کے بعد آپ کس نتیجے پر پہنچے۔

محمد اکبر الدین صدیقی

(۲)

Char Qandil Aghapura
Hyderabad.

12-4-91

مکرمی جناب ڈاکٹر اثر صاحب

سلام مسنون۔ عنایت نامہ ملا۔ شکر گذار ہوں۔ خرابی صحت نے مجھے نکلنے کا موقع نہ دیا ورنہ محترم دیسائی صاحب ۱ سے نیاز حاصل ہو جاتا، مجھے اور کسی کے یہاں سے جانے کا علم نہیں۔ میں نے احمد آباد سے خط آنے پر محی الدین صاحب ۲ کو علوی ۳ اور دیسائی صاحب کو علاحدہ خطوط لکھ دیئے۔ فراقی پر آپ کا مضمون پڑھا۔ ولی ۴ پر لکھے ہوئے مضمون کے پڑھنے کی تمنا ہے۔ کیا صورت ہوگی۔

وارث علوی صاحب نے ''تذکرۂ وجیہہ الدین علوی'' میرے لئے بھیجا۔ ایک صاحب لے آئے۔ میں نے شکریہ کا خط لکھ دیا ہے۔ صحت کی خرابی سے باہر نہیں نکل رہا ہوں۔

محمد اکبر الدین صدیقی

(۳)

Char Qandil Aghapura
Hyderabad.

۱۹۹۱/۸/۲۵ء

محب مکرم

سلام مسنون۔ ڈاکٹر عقیل صاحب ۱ کا خط ملا۔ اس بہانے آپ کی قلمی تحریر بھی نظر افروز ہوئی۔ میری صحت نے مجھے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی ہے۔ اس لئے گوشہ نشیں ہو گیا ہوں۔

ارسال خط کا شکریہ

محمد اکبر الدین صدیقی

Char Qandil Aghapura 3-10-1992
Hyderabad.

جناب ڈاکٹر محمد علی اثر صاحب

سلام مسنون۔ مغنی تبسم صاحب ۱؎ سے ''دیوان نصرتی'' ۲؎ کے بارے میں آپ سے گفتگو ہوئی ہوگی۔ یہ آپ کے پاس یقیناً ہوگا۔ اگر آپ زحمت فرما کر لیتے آئیں تو مقابلہ کر کے معاً بعد آپ کو واپس کردیا جائے گا۔ میں خود حاضر ہوتا لیکن میں تنہا کھڑا نہیں رہ سکتا ہوں۔ ۳؎

محمد اکبرالدین صدیقی

۲۔ خواجہ احمد فاروقی (پروفیسر)

پروفیسر فاروقی بیسویں صدی کی ممتاز ترین شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آزادی کے بعد ہندوستان کے جن محققوں اور نقادوں نے اردو دنیا میں اپنی تنظیمی، تدریسی اور تصنیفی صلاحیتوں کے سبب غیر معمولی مقبولیت حاصل کی۔ ان میں خواجہ احمد فاروقی کا نام بطور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ موصوف، صف اول کے ادیب، محقق، ناقد، خاکہ نویس، مکتوب نگار اور انشا پرداز تھے۔ بقول ڈاکٹر خلیق انجم، ''جب اردو کے خلاف تیز و تند آندھیاں چل رہی تھیں اور اردو کے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا تو خواجہ صاحب نے دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ایک ننھا سا دیا روشن کیا جس نے ان کے خلوص، لگن اور غیر معمولی جدوجہد سے بہت جلد مہر نیم روز کی شکل اختیار کرلی۔'' ۱؎

خواجہ احمد فاروقی ۳۰ راکتوبر ۱۹۱۷ء کو بچھراؤں ضلع مراد آباد اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی حسن احمد تھا اور وہ ہردوئی میں سررشتہ دار، محافظ دفتر اور منصرم تھے۔ حسن صاحب کو تین لڑکے حسین احمد، حسنین احمد اور خواجہ احمد کے علاوہ ایک لڑکی راضیہ پیدا ہوئی۔ اول الذکر دونوں لڑکے کم عمری میں فوت ہوگئے۔ بیٹی راضیہ صاحبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

خواجہ صاحب نے ابتدائی تعلیم بچھراؤں ہی کے مدرسۂ عباسیہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد ان کا داخلہ ہردوئی گورنمنٹ ہائی اسکول میں دلوایا گیا اسی اسکول سے انھوں نے میٹرک کا امتحان کام یاب کیا۔ نیز میرٹھ کالج سے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کے امتحانات پاس کیے۔ بعد ازاں فارسی سے ایم۔اے کیا۔ کچھ عرصے کے بعد انھوں نے اردو میں ایم۔اے کی سند حاصل کی اور پھر 1953ء میں دہلی یونیورسٹی سے ''مکتوبات اردو کا تاریخی اور ادبی ارتقاء'' کے موضوع پر ڈاکٹر سیدہ بن حسین کی نگرانی میں مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ اس موقعے پر پروفیسر حامد حسن قادری نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس کا آخری شعر یہ ہے۔

یہ فی البدیہہ کہا قادری نے سال نشاط
''کہ ڈاکٹر ہوئے کیا خوب خواجۂ احمد''

میمونہ مسعود ۲؎ کے نام خواجہ صاحب کے ایک خط مورخہ ۳۰ رنومبر ۱۹۸۳ء سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے بی۔ایڈ کی

ڈگری بھی حاصل کی تھی اور انھوں نے مختلف کالجوں میں کیمسٹری اور تاریخ کا درس بھی دیا تھا اور فارسی اور اردو لکچرر کی حیثیت سے بھی کام کیا تھا چوں کہ اس خط سے موصوف کی تعلیم اور ملازمت کے سلسلے میں بعض نئی معلومات پر روشنی پڑتی ہے، اس لئے اس کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

''میرے بہت سے کاغذ یادداشتیں اور کتابیں ۱۹۴۷ء کے فسادات اور ہنگامہ و آشوب میں ضائع ہوگئیں اوروں کا زرلٹا میرا نقد سخن لٹا۔ میں نے اپنی ڈگریاں تلاش کیں اس وقت نہیں ملیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے B.Ed،1939ء میں الٰہ آباد یونی ورسٹی سے 1943 میں ایم۔اے فارسی آگرہ یونیورسٹی سے، ایم۔اے اردو سینٹ جانس کالج آگرہ یونیورسٹی سے پروفیسر حامد حسین قادری کے ساتھ 1945ء میں کیا ہے۔ میں نے 1939ء میں مسلم یونیورسٹی ہائی سکول میں کیمسٹری پڑھائی۔ 1940ء میں وکٹوریہ کالجیٹ سے گوالیار میں تاریخ کا درس دیا۔ 1946ء میں حلیم کالج کان پور میں فارسی کا لکچرر رہا ہوں، 1947ء میں اندراپرستھا گرلز کالج دہلی یونیورسٹی میں بھی فارسی کے لکچرر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ 1946ء میں انگلو عربک کالج دہلی یونیورسٹی میں اردو کا لکچرار مقرر رہا۔ اندراپرستھا میں ایک عارضی جگہ فارسی کے استاد کی خالی ہوئی، پرنسپل ہارون خان شیروانی نے مجھے اندر پرستھا کی classes لینے پر متعین کیا۔ اس طرح میں نے 46ء اور 47ء میں اردو کے لکچرر کا بھی کام کیا اور فارسی کے لکچرر کا بھی۔ اینگلو عربک کالج (دہلی کالج) دہلی یونیورسٹی میں میرا تقرر اردو کے لکچرر کی حیثیت سے 5/نومبر 1946ء کو ہوا۔ دہلی یونیورسٹی میں ریڈر کی حیثیت سے میرا تقرر یکم اکتوبر 1953ء کو کیا اور دہلی یونیورسٹی ہی میں اردو کے پروفیسر کی حیثیت سے میرا تقرر 16/جولائی 1960ء کو ہوا۔ انگریزی لٹریچر اور تاریخ کے مطالعے سے مجھے بڑا فائدہ پہنچا ہے اور میری تحریریں اس احسان کا اعتراف کرتی ہیں۔'' [۳]

راقم الحروف کی فاروقی صاحب سے مراسلت کا سلسلہ ۱۸/دسمبر ۱۹۸۲ء سے ۲۰/اپریل ۱۹۹۰ء تک یعنی موصوف کی وفات ۳۱/دسمبر ۱۹۹۵ء سے کم وبیش چھے سال پہلے تک برقرار رہا۔ میرے ہاں ان کے جملہ ۱۴ خطوط موجود ہیں اور تقریباً اتنے ہی خطوط مختلف وجوہات کی بنا پر ضائع ہو گئے۔

پروفیسر صاحب میرے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے ''دکنی غزل کی نشو و نما'' کے ممتحن تھے۔ اس مقالے کو میں نے مشہور ماہر دکنیات و اقبالیات پروفیسر غلام عمر خاں کی نگرانی میں قلم بند کر کے ۱۹۸۰ء میں جامعہ عثمانیہ سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی تھی۔ اس مقالے کے زبانی امتحان (viva-voce) کے لئے بھی خواجہ صاحب دلی سے حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ اس ملاقات میں راقم نے انھیں پہلی بار دیکھا تھا اور اسی وقت ان کی ذہانت، علمیت اور شخصیت کا جو نقش میرے دل پر بیٹھ گیا تھا وہ کبھی مٹ نہیں سکے گا۔

پروفیسر فاروقی کو میں نے دوسری بار ۱۹۸۲ء میں' اس وقت دیکھا جب جامعہ عثمانیہ میں وہ لکچررس کے انتخاب (selection) کے سلسلے میں ماہر (Expert) کی حیثیت سے آئے تھے۔ اسی موقعے پر مجھے پروفیسر گیان چند کو بھی دیکھنے کا موقع ملا۔

یہ انٹرویو اس خاکسار کے لیے ایک سخت امتحان تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ صرف سرخ روئی عطا کی بلکہ تین لکچررس کے انتخاب میں پہلے مقام سے بھی نوازا۔ اس کے بعد فاروقی صاحب کو جب میری علالت کی اطلاع ملی تو انھوں نے خط لکھ کر میری خیریت دریافت کی۔

مکتوب نگاری سے خواجہ احمد فاروقی صاحب کو غیر معمولی دل چسپی تھی۔ غالباً اسی لئے انھوں نے ''مکاتیب اردو کا ادبی وتاریخی ارتقا'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ سپرد قرطاس کرکے پی ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے بالکل درست لکھا ہے کہ

''اردو کے بہترین مکتوب نگاروں کی کتنی ہی مختصر فہرست بنائی جائے۔ ممکن نہیں کہ اس میں خواجہ صاحب کا نام شامل نہ ہو'' ۴۔

واقعہ یہ ہے کہ مکاتیب خواجہ احمد فاروقی کے آئینے میں ان کی سیرت وشخصیت، مزاج ومنہاج، مذہب ومسلک، راست گفتاری وبے باکی اور انداز فکر ونظر کے تمام خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔

پروفیسر گیان چند کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''آج آپ کے رجسٹرار کا فون آیا کہ نو فروری کو زبانی امتحان کے لئے تشریف لائیے۔ میں نے قبول کرلیا۔ پھر بولے ریلوے سرٹیفکیٹ لیتے آئیے گا کہ میں نے AC سے سفر کیا ہے۔ میں نے کہا قیامت تک نہیں آوں گا۔ آپ کے یہاں آتے ہیں، عزت بڑھانے کے لئے عزت گنوانے کے لئے نہیں......(مورخہ ۱۶؍جنوری ۷۴ء)

ایک اور خط میں انھوں نے گیان چند جین کو لکھا ہے۔

''میں ایک عریضہ لکھ چکا ہوں، یہ دوسرا ہے، آپ کی یونیورسٹی سے ٹیلیفون آیا تھا اور میں نے کہہ دیا تھا کہ میں ایسے قاعدے کی پابندی سے قاصر ہوں جس کی بنیاد بداعتمادی پر ہو...... اردو مقہور سہی اس نے مجھے راست بازی اور شرافت سکھلائی ہے۔'' (مورخہ ۲۱؍جنوری ۷۴ء)

مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۸۴ء میں ڈاکٹر میمونہ کے نام کشمیر سے ایک خط میں وہ لکھتے ہیں۔

''میں اکثر سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کا حسن آخر کشمیر ہی کو کیوں دیا ہے۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ یہ قوم عاشق رسولؐ ہے۔ شب برات کے موقعے پر حضرت بل میں بلا مبالغہ ایک لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا اور وہ ساری رات درود شریف پڑھتے رہے۔ اس پڑھنے میں جو کیفیت تھی دل اب تک اس سے لذت یاب ہے......اقبال کے کلام میں جو سرمستی ہے اس کا سرچشمہ بھی عشق رسولؐ ہے۔'' ۵

۱۹۸۶ء میں جب میں اتر پردیش اردو اکادمی کا ایوارڈ حاصل کرنے کے لیے اپنی اہلیہ کے ساتھ اتر پردیش گیا تھا تو واپسی میں دلی میں دو دن قیام کے دوران فاروقی صاحب کے دولت خانے پر حاضری بھی دی تھی۔ جس کا تذکرہ انھوں نے اپنے ایک خط میں اس طرح کیا ہے۔

''آپ کے اور راحت بہن کے آنے سے کتنی مسرت ہوئی بیان نہیں کرسکتا۔ راحت مجھے بہت پسند

آئیں بڑی ہوش مند، مخلص اور باذوق خاتون ہیں۔ان سے کہیے گا کہ یہ حاضری میں نے رجسٹر میں نہیں لکھی وہ اور اثر میاں دوبارہ کرم فرمائیں۔(مورخہ ۱۸رمئی ۸۶ء)

خاکسار کے والد ۶ بزرگوار کی رحلت پر خواجہ صاحب نے پرسے کا خط تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''آپ کے اوپر جو ذمے داریاں آپڑی ہیں، ان کے تصور سے جی کانپ جاتا ہے۔رات کے وقت اللہ سے رجوع کیجئے۔اس وقت سلطان و وزیر کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں لیکن ایک دروازہ اللہ کا ہر وقت کھلا رہتا ہے۔کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے۔مجھے یقین ہے کہ غیب سے صورتیں پیدا ہوں گی۔''(مورخہ ۱۲رنومبر ۱۹۸۵ء)

۷رجولائی ۱۹۸۸ء کو اپنی بیماری کے علاج کے سلسلے میں جب میں نے امریکہ کا سفر کیا تھا خواجہ صاحب ازراہِ عنایت وہاں بھی میری رہنمائی کرتے رہے اور انھوں نے مجھ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا۔

(۱)

28 Cavalry Lines, Delhi-7 18/12 (1982)

گرامی عزیز آپ کا محبت نامہ مورخہ ۶رد سمبر موصول ہوا۔عرض نہیں کر سکتا کس قدر خوشی ہوئی ہے۔آپ کی تحریر دیکھ کر۔پچھلے قیام میں یہ معلوم کر کے کہ آپ کے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے۔ ۱ بہت تردد ہوا تھا اور میں ایک ایک سے آپ کی کیفیت مزاج معلوم کرتا رہا۔اس خط میں آپ نے اپنا حال نہیں لکھا۔اس سے اندازہ کرتا ہوں کہ اب آپ بفضلہٖ صحت یاب ہوں گے، خدارا کسی وقت اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئیے گا۔وہ تنکے میں بھی جان ڈال سکتا ہے اور شافیِ مطلق قطعی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ایک مرتبہ ڈاکٹر سید عبدالمنان صاحب ۲ کو ضرور بالضرور دکھا لیجئے تا کہ پورا چک اَپ ہو جائے۔صحیح تشخیص کے بعد ہی صحیح علاج کی منزل آتی ہے۔منان صاحب میرے کرم فرما اور مرشد ہیں۔ان کو یہ خط دکھا دیجئے۔وہ آپ کو دیکھ لیں گے اور سارے شبہات دور کر دیں گے۔

آپ کی صحت کا طالب
خواجہ احمد فاروقی

(۲)

7, Delhi University Road, Delhi-7 ۱۱رمئی ۸۵

عزیز مکرم ایک عرصہ کے بعد آپ نے یاد فرمایا، بے حد خوشی ہوئی۔حیدرآباد سے خط نہیں آتے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں نمک کم ہے یا کوئی چیز کھوگئی ہے۔ایک ہفتہ سے طبیعت مضمحل ہے، آپ کے لئے پیش لفظ انشاء اللہ ضرور لکھوں گا۔ اطمینان رکھئے اگر ممکن ہو تو پانچ چھ نمائندہ شعر نقل کر کے بھیج دیجئے جس سے دکن کی انفرادیت اور عظمت کا اندازہ ہو۔ ۱

دعاگو
خواجہ احمد فاروقی

(۳)

۱۰ر جولائی ۸۵ء

عزیز مکرم سخت شرمندہ اور محجوب ہوں کہ آپ کے مقالے کا پیش لفظ بھیجنے میں اتنی تاخیر ہوئی۔ آپ کیا کہتے ہوں گے۔ اس عرصے میں برابر سفر میں رہا اب کشمیر میں ہوں اور یہاں تین مہینے کے لئے مہمان پروفیسر کی حیثیت سے آیا ہوا ہوں۔ پیش لفظ غلام عمر خان صاحب کو دکھا لیجئے ان کو اس میں ترمیم و اضافے کا پورا حق ہے۔ ان کی آرائشِ اصلاح سے مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ ۲؎ میں انشاء اللہ اگست کے آخر میں دہلی پہنچ جاؤں گا۔ دہلی کا پتہ 7, Delhi University Road, Delhi-7 ہے جو آپ کو یاد ہوگا اس خط کی رسید سری نگر مرحمت فرمائیے۔ پتہ یہ ہے

Visiting Professor
Dept. of Urdu
University of Kashmir Hazratbal,
Srinagr 190006

خدا کرے آپ خفا نہ ہوں اور مزاج بخیر ہو۔
حیدرآباد کی خبریں لکھئے۔

آپ کا
خواجہ احمد فاروقی

(۴)

۱۶/۷/اجنوری ۸۵ء

Professor K.A. Faruqi
senior fellow of the indian council
of Historical Research

عزیز مکرم۔ آپ کو ایک زحمت دینا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ کی معرفت دو Letter-Head چھپوانا ہیں لیکن دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کا بل مجھے ضرور بالضرور بھیج دیا جائے ورنہ کٹ ہو جائے گی۔ دوسرے یہ Letter-Head جتنی جلد آپ مجھے رجسٹری سے بھیج دیں، اتنا ہی بڑا احسان ہوگا، دونوں Letter-Heads کے نمونے ارسال ہیں۔ یہاں سب سہولتیں ہیں لیکن چھپائی کی آسانی نہیں۔ پھول ہیں، پتے ہیں، پھل ہیں، آبشار ہیں لیکن برق و بخارات نے ابھی قبضہ نہیں جمایا ہے۔

ایک اور گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر یوسف سرمست کو میری کتاب ''میر تقی میر حیات اور شاعری'' کی اشد ضرورت ہے۔ صرف آٹھ دن کے لئے آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ یہ کتاب ان کو چند روز کے لئے فراہم کر دیں اور پھر واپس لے لیں، غالباً ادارۂ ادبیات یا آصفیہ یا حضور نظام کی لائبریری میں ہوگی۔ جواب جلد مرحمت ہو۔ پیش لفظ ملا ہوگا۔

آپ کا
خواجہ احمد فاروقی

(۵)

سری نگر ۱۹؍اگست ۸۵ء

گرامی عزیز پیڈ موصول ہوئے۔ بہت ہی اچھے چھپے ہیں، آپ کے سلیقے سے بے حد جی خوش ہوا اور آپ کو بہت سی

دعائیں دیں لیکن حضرت آپ کو بل بھیجنا ہے ورنہ کٹ ہو جائے گی یہ تو فرمائش تھی اور جو ہدایت دی گئی تھی اسی کے مطابق کام ہونا چاہئے۔
میں انشاء اللہ ۲۵ راگست کو دہلی پہنچ جاؤں گا اور عید وہیں کروں گا، آپ کی خدمت میں عید کی پیشگی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ صحت مند اور خوش و خرم ہوں۔

آپ کا
خواجہ احمد فاروقی

آپ مہربانی فرما کر بل دہلی کے پتے پر روانہ فرمائیں تاکہ میں آیندہ بھی کام آپ کے سپرد کر سکوں، پروفیسر سراج الدین[۱] آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں، میرے پیش لفظ کا کیا انجام ہوا؟ بروقت پہنچا؟ پسند آیا؟ اس میں آپ کو حذف و اضافے کا حق حاصل ہے، اچھا تو یہ ہے کہ آپ اسے عمر خان صاحب کو ایک نظر دکھالیں۔ میرا پتہ 7 Delhi University Road, Delhi-110007 ہے۔

(۶)

7 Delhi University Road, Delhi-7 — 9-9-1985

عزیز مکرم خدا کرے آپ کا مزاج بخیر ہو اور عید آپ کے اور آپ کے اعزّاء اور احباب کے لئے بہت سی مسرتیں لائی ہو۔
پیڈ پہنچ گئے تھے ان کی رسید بھی دو دفعہ بھیج چکا ہوں لیکن آپ نے میرے کہنے کی تعمیل نہیں کی۔ ان pads کے بلز Bills کا شدید انتظار ہے۔ مہربانی فرما کر وہ جلد بھیجئے۔ اس معاملہ میں آپ کی خاموشی سے مجھے تشویش ہے۔
سب سے سلام شوق۔

آپ کا
خواجہ احمد فاروقی

(۷)

Hotel Geo, Bangalore — ۲۳ رنومبر ۱۹۸۵

عزیزم
یہاں یہ معلوم کر کے کہ آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی بڑا دکھ ہوا۔ میں بھی اس نعمت کو کھو چکا ہوں اور مجھے اندازہ ہے کہ آپ کے اوپر کیا قیامت گذری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر دے اور مرحوم کی قبر کو اپنے نور سے بھر دے۔ کوئی چھوٹی موٹی خدمت میرے لائق ہو تو بلا تکلف دہلی کے پتہ پر مطلع فرمائیے۔ آپ کے کتنے بھائی بہن ہیں اور گھر کے معاملات و مسائل کیا ہیں۔ مفصل لکھئے اور جلد لکھئے۔

آپ کا
خواجہ احمد فاروقی

(۸)

7, Delhi U. Road, Delhi-7 — ۱۲ ردسمبر ۱۹۸۵ء

حبیبی، ابھی ابھی آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ کے اوپر جو ذمے داریاں آپڑی ہیں ان کے تصور سے جی کانپ جاتا ہے۔[۲] رات کے وقت اللہ سے رجوع کیجئے اس وقت سلطان و وزیر کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں لیکن ایک دروازہ، اللہ

کا ہر وقت کھلا رہتا ہے، کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے، مجھے یقین ہے آپ کے لئے غیب سے صورتیں پیدا ہوں گی۔ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

مجھے ایک کتاب کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کا بڑا احسان ہوگا، اگر آپ کسی انگریزی بک سلر سے کہہ کر اس کا وی پی بھجوادیں۔

یہ کتاب غالباً حیدر آباد سے چھپی ہے۔ نام ہے A Nation without a language مصنف کا نام شاید جسٹس اگبوٹے ہے، میں نے محبّ مکرم پروفیسر غلام عمر خاں سے بھی یہ درخواست کی تھی لیکن وہ بڑے مصروف آدمی ہیں۔ آپ ان سے پوچھ کر بہت جلد اس کتاب کا وی پی کروادیجئے۔

مرا پتہ تو آپ کو یاد ہی ہوگا۔

7, Delhi University Road, Delhi-7

اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے۔

خواجہ احمد فاروقی

(۹)

7, Delhi University Rd., Delhi-7

۶ر جنوری ۸۶ء

عزیز مکرم مجھے زبان کے مسئلے پر انگریزی میں کتاب موصول ہوئی۔ یہ آپ نے بھیجی ہے یا عمر خان صاحب نے، خدارا صحیح بات سے اور قیمت سے مطلع فرمایئے۔ ان معاملات میں ہمیں چند اصولوں کی پابندی کرنا چاہئے۔ خدا سے دعا ہے کہ نیا سال آپ کے اعزا اور آپ کے لئے برکتوں اور نعمتوں سے معمور ہو، ہاں حمید الدین شاہد کا پتہ کیا ہے؟

خیر طلب

خواجہ احمد فاروقی

(۱۰)

Khwaja Ahmed Faruqi — 7, Delhi University Road
Professor Emeritus — Delhi-110007
University of Delhi — Tel : 235788

عزیز مکرم آج ۱۸ر مئی (۱۹۸۶ء) کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ میں آپ کو یاد ہی کر رہا تھا لیکن مکان کا صحیح نمبر بھول گیا تھا۔ اس وقت سرنامہ پر لکھا ہوا ملا تو فوراً خط لکھنے بیٹھ گیا۔ آپ کے اور راحت بہن کے آنے سے کتنی مسرت ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتا۔ دہلی میں جو پڑا ہوں اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں دوستوں کے آنے کے مواقع زیادہ ہیں۔ ع روزے بہ شکار خواہی آمد۔ اس روز گھبراہٹ اور پریشانی میں آپ کی کوئی خاطر نہیں ہو سکی۔ آپ کی موجودگی میں نزہت سلمہا کا ٹیلی فون آیا کہ ان کو فوراً اسپتال میں داخل ہو جانا چاہئے۔ رات کا سارا وقت اور اگلا دن اسپتال میں گزرا، ڈاکٹر بانو گپتا نے کہا کہ آپریشن از بس ضروری ہے چنانچہ یکم مئی کو ایک بجے دن کے آپریشن کر دیا گیا اور خدائے کریم ورحیم کا احسان ہے کہ نزہت اور

نومولود دونوں بحمد اللہ اچھے ہیں۔ آٹھ دن اسپتال میں رہنے کے بعد اب گھر آ گئی ہیں۔ کمزوری ہے وہ رفتہ رفتہ جائے گی۔ راحت مجھے بہت پسند آئیں۔ بڑی ہوش مند، مخلص اور باذوق خاتون ہیں، ان سے کہیے گا کہ یہ حاضری میں نے رجسٹر میں نہیں لکھی ہے وہ اور اثر میاں دوبارہ کرم فرمائیں۔ یہ ملاقات تو ایسی ہی رواروی میں ہوئی۔

دہلی میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ۳ دکنی ادب پر ایک سمپوزیم کرنا چاہتی ہیں۔ میں نے ڈاکٹر عمر خان، رفیعہ بیگم ۴، سرمست صاحب ۵ اور آپ کا نام نامی تجویز تو کر دیا ہے، معلوم نہیں کب کریں گی اور کس کس کو بلادیں گی لیکن اتنی بات جانتا ہوں کہ دکنی ادب پر کوئی سمپوزیم بغیر ان ناموں کے کامیاب نہیں ہوسکتا۔

آپ کی اس عنایت کا بھی شکریہ واجب ہے کہ آپ نے عمر خاں اور رفیعہ بیگم اور سرمست صاحب کی خیریت لکھی۔ ان دوستوں سے میرا بہت بہت سلام کہیئے گا۔ نباشد مہرش از جانم فراموش۔

اثر صاحب میرا ایک کام کر دیجئے۔ اکثر آپ کو ہی زحمت دیتا ہوں۔ رجسٹرار یا وائس چانسلر یا کسی ذمے دار افسر سے معلوم کر کے جلد لکھئے کہ یہ ادارے (۱) عثمانیہ یونی ورسٹی اور سنٹرل یونی ورسٹی آف حیدرآباد میں Emeritus Professor کو اعزاز یہ دیتے ہیں یا نہیں (۲) اگر دیتے ہیں تو کیا دیتے ہیں (۳) اور مکان دیتے ہیں یا نہیں؟ (۴) ان پروفیسروں کو کیا سہولتیں دی جاتیں ہیں۔ دی جاتی ہیں یا نہیں۔ میں بے حد ممنون ہوں گا اگر آپ ان سوالوں کا جواب جلد تحقیق کرنے کے بعد مرحمت فرمائیں۔ (۵) آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ چند ساتھیوں اور دوستوں نے مل کر ایک کتاب ارمغان فاروقی شائع کی ہے۔ نہایت خوبصورت چھپی ہے، چھاپنے والے اور بیچنے والے ہیں۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، کوچہ پنڈت لال کنواں دہلی۔ (۶) اس میں میرا ایک مضمون ہے، عمر رائیگاں اس کا off print حاصل ہوگیا تو انشاء اللہ بھیجوں گا۔ راحت سے سلام مسنون۔ رشید موسوی ۶ کے پاس میرا ایک مضمون ہے۔ ان سے اصرار کر کے اس کی نقل مجھے بھجوا دیجئے۔ بڑا احسان ہوگا۔

آپ کا
خواجہ احمد فاروقی

(۱۱)

Khwaja Ahmed Faruqi
Professor Emeritus
University of Delhi

7, Delhi, University Road Delhi,
Delhi-110007
Tel : 235788

یکم دسمبر ۸۶ء

عزیزم آپ اور بیگم صاحبہ ضرور دہلی اور علی گڑھ تشریف لائیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ میں انشاء اللہ دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں علی گڑھ چلا جاؤں گا۔ وہاں میرا ذاتی مکان ہے اور میرے بھانجے مجیب نظامی کی ۲۱ر دسمبر کو شادی ہے۔ ۲۴ر دسمبر کو ولیمہ ہے۔ ۲۵ر دسمبر کو دہلی میں عزیزہ فرحانہ کی شادی ہے۔ آپ آئیں گے تو ان سب تقریبوں میں شرکت ہوگی۔ میرا علی گڑھ کا پتہ یہ ہے۔ فراز یاسمین۔ سرسید روڈ علی گڑھ۔ یہ مکان نظامی ولا سے ملا ہوا ہے۔

آپ جلد خط لکھیں اور اس میں سب دوستوں کی خیریت لکھیں۔ میمونہ ۱ کا واای وا کب ہوگا؟ میاں شاہد ۲